

(۲۲۰)

یہ انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

(۲۲۱)

آخرت کیلئے بہت برا توشہ ہے بندگان خدا پر ظلم و تعدی کرنا۔

(۲۲۲)

بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔

(۲۲۳)

جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔

(۲۲۴)

زیادہ خاموشی رعب و ہیبت کا باعث ہوتی ہے، اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ لطف و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔ جھک کر ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے۔ دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل ہوتی ہے، اور خوش رفتاری سے کینہ و دشمنی مغلوب ہوتا ہے، اور سر پھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

(۲۲۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَى الثِّقَةِ بِالظَّنِّ.

(۲۲۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يُنْسُ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ.

(۲۲۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَشْرَفَ أَعْمَالِ الْكَرِيمِ عَفَلْتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ.

(۲۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ كَسَاةَ الْحَيَاءِ ثَوْبَهُ لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهُ.

(۲۲۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِكَثْرَةِ الصَّنِيتِ تَكُونُ الْهَيْبَةُ، وَ بِالتَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمَوَاصِلُونَ، وَ بِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ الْأَقْدَارُ، وَ بِالتَّوَاضُعِ تَتَمُّ النِّعْمَةُ، وَ بِاحْتِمَالِ الْمُؤْنِ يَجِبُ السُّؤْدُ، وَ بِالسِّيَرَةِ الْعَادِلَةِ يُقْهَرُ الْمُتَنَاوِئُ، وَ بِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيهِ تَكْثُرُ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِ.

☆☆☆☆☆

(۲۲۵)

(۲۲۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

العَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ
الأجساد. تعجب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل
ہو گئے۔

”حاسد“ دوسروں کے مال و جاہ پر تو حسد کرتا ہے، مگر ان کی صحت و توانائی پر حسد نہیں کرتا، حالانکہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے زیادہ گرانقدر ہے۔ وجہ
یہ ہے کہ دولت و ثروت کے اثرات ظاہری طمطراق اور آرام و آسائش کے اسباب سے نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور صحت ایک عمومی چیز قرار پا کر
ناقداری کا شکار ہو جاتی ہے اور اسے اتنا بے قدر سمجھا جاتا ہے کہ حاسد بھی اسے حسد کے قابل نہیں سمجھتے۔ چنانچہ ایک دولت مند کو دیکھتا ہے تو اس کے
مال و دولت پر اسے حسد ہوتا ہے اور ایک مزدور کو دیکھتا ہے کہ جو سر پر بوجھ اٹھائے دن بھر چلتا پھرتا ہے تو وہ اس کی نظروں میں قابل حسد نہیں
ہوتا۔ گویا صحت و توانائی اس کے نزدیک حسد کے لائق چیز نہیں ہے کہ اس پر حسد کرے۔ البتہ جب خود بیمار پڑتا ہے تو اسے صحت کی قدر و قیمت کا
اندازہ ہوتا ہے اور اس موقع پر اسے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ قابل حسد یہی صحت تھی جو اب تک اس کی نظروں میں کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی۔
مقصود یہ ہے کہ صحت کو ایک گرانقدر نعمت سمجھنا چاہیے اور اس کی حفاظت و نگہداشت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

(۲۲۶)

(۲۲۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الطَّامِعُ فِي وَثَاقِ الدُّلِّ.
طمع کرنے والا ذلت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔

(۲۲۷)

(۲۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَسُئِلَ عَنِ الْإِيْمَانِ فَقَالَ:
الْإِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَ إِقْرَارٌ
بِاللِّسَانِ، وَ عَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ.
آپ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ:
ایمان دل سے پہچانا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضا سے عمل
کرنا ہے۔

(۲۲۸)

(۲۲۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَصْبَحَ عَلَى الدُّنْيَا حَزِينًا
فَقَدْ أَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللَّهِ سَاحِطًا،
وَ مَنْ أَصْبَحَ يَشْكُو مُصِيبَةً نَزَلَتْ
بِهِ فَقَدْ أَصْبَحَ يَشْكُو رَبَّهُ، وَ مَنْ
أَتَى غَنِيًّا فَتَوَاضَعَ لَهُ لِيُغْنَاهُ ذَهَبٌ

جو دنیا کیلئے اندوہناک ہو وہ قضا و قدر الہی سے ناراض ہے،
اور جو اس مصیبت پر کہ جس میں مبتلا ہے شکوہ کرے تو وہ
اپنے پروردگار کا شاکی ہے، اور جو کسی دولت مند کے پاس
پہنچ کر اس کی دولت مند کی وجہ سے جھکے تو اس کا دو تہائی دین
جاتا رہتا ہے، اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر مر کر

دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہو گا جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے، اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں بیہوش ہو جاتی ہیں: ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا، اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی، اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔

(۲۲۹)

قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں ہے۔

حضرت سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ: ”ہم اس کو پاک و پاکیزہ زندگی دیں گے، آپ نے فرمایا کہ: وہ قناعت ہے۔“

ثُلُثًا دِينَهُ، وَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ
فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِنَ
كَانَ يَتَّخِذُ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا، وَ
مَنْ لَهَجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا التَّكَاطُ
قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٌّ لَا يُغْبِئُهُ،
وَ حِرْصٍ لَا يَتْرُكُهُ، وَ أَمَلٍ لَا يُدْرِكُهُ.

(۲۲۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَفَى بِالْقَنَاعَةِ مُلْكًا، وَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ
نَعِيمًا.

وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى:
﴿فَلَنَحْيِيَنَّاهُ حَيَوَةً طَيِّبَةً﴾، فَقَالَ:
هِيَ الْقَنَاعَةُ.

”حسن خلق“ کو نعمت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح نعمت باعث لذت ہوتی ہے، اسی طرح انسان خوش اخلاقی و نرمی سے دوسروں کے دلوں کو اپنی مٹھی میں لے کر اپنے ماحول کو خوشگوار بنا سکتا ہے اور اپنے لئے لذت و راحت کا سامان کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور قناعت کو سرمایہ و جاگیر اس لئے قرار دیا ہے کہ جس طرح ملک و جاگیر احتیاج کو ختم کر دیتی ہے، اسی طرح جب انسان قناعت اختیار کر لیتا ہے اور اپنے رزق پر خوش رہتا ہے تو وہ غلظ سے مستغنی اور احتیاج سے دور ہو جاتا ہے۔

ہر کہ قانع شد بہ خشک و تر، شو بحر و بر است

☆☆☆☆☆

(۲۳۰)

جس کی طرف فراخ روزی رُخ کئے ہوئے ہو اس کے ساتھ شرکت کرو، کیونکہ اس میں دولت حاصل کرنے کا زیادہ امکان اور خوش نصیبی کا زیادہ قرینہ ہے۔

(۲۳۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شَارِكُوا الَّذِي قَدْ أَقْبَلَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ،
فَإِنَّهُ أَخْلَقَ لِلْغِنَى، وَ أَجْدَرُ بِأَقْبَالِ
الْحِطِّ عَلَيْهِ.